91962 ـ طلاق كى نيت سے شادى اور اس كے برے نتائج

سوال

ايك عورت كہتى ہے كہ اس نے بارہ سال پہلے شادى سے قبل اسلام قبول كيا تھا، اور وہ اپنے خاوند كى دوسرى بيوى ہے، اس كو يہ مشكل درپيش ہے كہ خاوند خفيہ طور پر تيسرى شادى كرنے كا عادى ہے، اور عادتا جس سے شادى كرتا ہے وہ غير مسلم ہوتى ہے، نہ تو وہ اس شادى كے بارہ ميں اسے بتاتا ہے اور نہ ہى اپنى پہلى بيوى كو، اور نہ ہى كسى رشتہ دار كے علم ميں لاتا ہے.
وہ تيسرى بيوى كے ساتھ ايك يا دو برس رہتا ہے اور پھر عليحدہ ہو جاتا ہے، اس كے بعد كسى اور عورت سے شادى كر ليتا ہے، اس نے دوسرى شادى كرنے كے بعد اب تك تين عورتوں سے شادى كى ہے، جب خاوند گھر سے ايك يا دو ہفتہ غائب رہتا اور كسى كو بتائے بغير باہر سفر پر جاتا ہے تو بيوى كو اس كى شادى كا علم ہو جاتا ہے، ليكن بعد ميں وہ سب سے انكار كر ديتا ہے كہ وہ كسى دوسرى عورت كے ساتھ تھا.
اس عورت كا كہنا ہے كہ بعض علماء كرام كا كہنا ہے: يہ خفيہ شادى حلال ہے، وہ كہتى ہے كہ: يہ كيسے ہو سكتا ہے كيونكہ اس طرح تو خاوند كو بہت زيادہ جھوٹ بولنا پڑتا ہے اور بيوياں پريشان ہوتى ہيں ؟
كيا بيوى كا يہ حق نہيں كہ اسے علم ہونا چاہيے كہ اس كے خاوند كى كتنى بيوياں ہيں، اور اس كا خاوند اس كے پاس كب آئيگا ؟
يہ عورت كہتى ہے كہ جب اس كے پاس تيسرى بيوى نہ ہو تو معاملات سب اچھے رہتے ہيں، اور اس وقت خاوند بڑا لطف والا ہوتا ہے، اور دونوں بيويوں كے مابين عدل كرتا ہے، ليكن جب تيسرى شادى كر ليتا ہے تو اس كى حالت تبديل ہو جاتى ہے.
يہ عورت كہتى ہے كہ اس طرح كى شادى كو حلال كہنے كے قول نے مردوں كو ايسا قدم اٹھانے اور انہيں بيويوں سے جھوٹ بولنے اور عدل نہ كرنے پر تيار كيا ہے، تو اس طرح ان كى ازدواجى زندگى خراب ہو كر رہ جاتى ہے.

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

خاوند پر واجب نہيں كہ وہ اپنى بيويوں كو بتائے كہ وہ اور شادى كريگا، ليكن اگر شادى كر لے تو پھر اسے بتانا واجب ہے؛ كيونكہ بيويوں كو شادى كے بارہ ميں نہ بتانے سے وہ سوء ظن اختيار كر كے سمجھيں گى كہ اس كے كسى سے غلط تعلقات ہيں؛ اور اس ليے بھى كہ بيويوں كو تقسيم ميں عدل كا مطالبہ كرنے كا حق حاصل ہے.

اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب انہیں علم ہو کہ ان کے علاوہ اور بھی بیوی ہے، اور نئی بیوی کو بھی پہلی بیویوں جیسا ہی حق حاصل ہے.

دوم:

خاوند پر واجب ہے کہ وہ اللہ کا ڈر اور تقوی اختیار کرتے ہوئے اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرے، اور بیویوں میں جو عدل کرنا واجب ہے وہ نان و نفقہ اور رہائش اور رات بسر کرنے میں ہوگا.

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" لازمی تقسیم میں رات بسر کرنے کی تقسیم شامل ہے، جی ہاں آپ پر واجب ہے کہ آپ دونوں بیویوں کے مابین باری تقسیم کریں، اور اسی طرح نان و نفقہ اور رہائش اور لباس میں عدل اور برابری کرنا واجب ہے، کہ ہر بیوی کو کھانا پینا اور رہائش اور لباس فراہم کیا جائے تو اسے کافی ہو، اور اسی طرح آپ پر رات بسر کرنے کی باری بھی بیویوں میں تقسیم کرنا واجب ہے، یہی وہ عدل واجب ہے جس کا اللہ سبحانہ و تعالی نے حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں ان سے نکاح کر لو، دو دو اور تین تین، اور چار چار، اور اگر تم عدل نہ کر سکنے کا ڈر رکھو تو پھر ایك ہی کافی ہے النساء (3).

ایك سے زائد بیویاں رکھنے والے کے لیے یہ عدل مشروط ہے.

دیکھیں: المنتقی من فتاوی الشیخ الفوزان (5) سوال نمبر (384).

مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (10091) کے جواب کا مطالعہ کریں.

سوم:

مردوں پر واجب ہے کہ وہ عورتوں کے بارہ میں اللہ کا تقوی اور ڈر اختیار کریں، اور یہ علم میں رکھیں کہ لوگ ان کے ظاہری دین اور سنت پر عمل پر بھروسہ کرتے ہیں، اور جب ان میں کوئی شخص کسی عورت کا رشتہ طلب کرتا ہے تو اسے اس کے ظاہری دین اور استقامت پر اسے وہ رشتہ دیا جاتا ہے.

اس لیے اسے ان ظاہری شعار کو لوگوں کی عزت کے ساتھ کھیلنے کی فرصت اور موقع نہیں بنانا چاہیے، کہ وہ لوگوں کی بیٹیاں لے اور اپنی خواہش پوری کرنے کے بعد انہیں چھوڑ دے اسے بچ کر رہنا چاہیے کہ کہیں وہ ان میں سے کسی عورت کے ارتداد یا پھر بیماری یا سلوك میں انحراف کا باعث اور سبب نہ بن جائے.

ہمارے خیال میں ان میں سے کوئی بھی شخص اس پر راضی نہیں ہوگا کہ اس کی بیٹی یا بہن کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے، تو پھر وہ لوگوں کی بیٹیوں کے ساتھ ایسا کرنے پر کس طرح راضی ہوتا ہے ؟

اور اسے اس سے بھی اجتناب کرنا چاہیے کہ وہ لوگوں کی کمزوری اور ضرورت سے فائدہ اٹھائے اور ان کے سامنے مال پیش کر کے عورت کے خاندان کو دھوکہ دے؛ کیونکہ یہ مروت اور اخلاق کے منافی ہے، ہم نہیں سمجھتے کہ یہ لوگ اونچے طبقے کے افراد کی بیٹیوں یا پھر اپنے چچا یا رشتہ دار کی بیٹیوں کے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں.

اور اگر شرعی شادی ہو لیکن پھر دونوں میں نباہ نہ ہو سکے اور خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو ہم اس کا انکار نہیں کریں گے، لیکن صرف شادی کی ہی اسی لیے جائے کہ اپنی شہوت پوری کرنے کی وجہ سے کچھ مدت بعد عورت تبدیل کرنے کا عزم ہو تو یہ کھلواڑ ہے جسے شریعت اسلامیہ نہ تو پسند کرتی ہے اور نہ ہی اس کی اجازت دیتی ہے، اور یہ نکاح متعہ یا پھر متعہ کے مشابہ ہے.

اس لیے آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ دین والی عورت کی حرص نہیں رکھتے، بلکہ عورت کی خوبصورتی کی بنا پر شادی کرینگے چاہے اس کی عدت بھی ختم نہ ہوئی ہو! اور چاہے وہ فسق و فجور میں مشہور ہو، وہ اس کے ساتھ ہوٹل میں تین دن تك اپنی شہوت پوری کرتا ہے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ کھلواڑ کرنے والا عورت کے دین یا شرف کو اہم سمجھتا ہے یہ عورت نہ تو ہمیشہ اس کی بیوی رہےگی، اور نہ ہی اس کی اولاد کی ماں بنےگی! تو پھر اہتمام کیوں کرے ؟!

ذیل میں ہم مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام کا فتوی پیش کرتے ہیں جو ان افعال کا رد کرتا اور اس طرح کی شادی کا حکم بیان کرتا ہے:

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے دریافت کیا گیا:

طلاق کی نیت سے شادی کرنے کے لیے ملك سے باہر جانا نوجوانوں میں عام ہو چکا ہے، اور سفر میں شادی کو ہی ہدف بنایا جاتا ہے جو کہ بالخصوص ایك فتوی سے استلال کرتے ہیں، اور اکثر لوگ اس فتوی کو سمجھ نہیں سکے بلکہ اس ے غلط مراد لیتے ہیں، برائے مہربانی اس کے بارہ میں حکم کیا ہے؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

وقتی طور پر طلاق کی نیت سا پھر صرف وقتی طور پر شادی کرنا باطل ہے؛ کیونکہ یہ متعہ کہلاتا ہے، اور بالاجماع متعہ حرام ہے.

صحیح شادی یہ ہے کہ انسان زوجیت کو باقی رکھنے کی نیت سے شادی کرے، اور اس کو مستقل طور پر نبانا مراد ہو اور اگر اس سے بیوی اچھا سلوک کرتی ہو اور بیوی اس کے لیے مناسب ہو تو ٹھیك ہے، لیکن اگر مناسب نہ ہو تو اسے طلاق دے سکتا ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

یا تو بیوی کو اچھائی سے رکھناہے، یا پھر عمدگی سے چھوڑنا ہے البقرۃ (229).

اللہ سبحانہ و تعالی ہی توفیق دینے والا ہے، اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (18 / 448 - 449).

اور اہل علم میں سے جس نے بھی اس کے جواز کا فتوی دیا ہے وہ تو ایسے شخص کے لیے ہے جو کسی دوسرے ملك میں زیرتعلیم ہو یا پھر ملازمت کے لیے گیا ہو اور اسے فحاشی میں پڑنے کا خدشہ ہو تو یہ شخص شادی کرے چاہے وہ طلاق کی نیت ہی رکھتا ہو.

کیونکہ ہو سکتا ہے اللہ سبحانہ و تعالی انہیں اولاد سے نوازے تو وہ اولاد اور اس کی ماں سے محبت کرنے لگے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالی ان کے مابین حسن معاشرت پیدا فرما دے اور ان کی شادی مستقل ہو جائے.

اور یہ فتوی اس شخص کے لیے نہیں کہ صرف شادی کے لیے ہی ملك سے باہر جائے، اور نہ ہی یہ فتوی اس شخص کے لیے ہے جو دو راتوں کے لیے کسی دوسرے ملك جاتا ہے اور کسی ایك یا کئی ایك کنواری لڑکیوں کی بکارت ضائع کر کے آجائے!

جو شخص کسی سفر میں دو دن تك اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کر سکتا - اس میں بعض تو دعوتی یا خیری عمل ہوتے ہیں - تو اس کے لیے اصلا سفر کرنا ہی حرام ہوگا، عقلمند شخص کو دیکھنا چاہیے کہ جو وہ فتوی دے رہا ہے اس کے فتوی کے نتائج اور اثرات کیا ہونگے، اور جو کر رہا ہے اس کے نتائج کیا حاصل ہونگے، اور اس کے اسلام پر کیا اثرات ہونگے کیونکہ دین اسلام کی دشمنان اسلام نے اتنی شکل نہیں بگاڑی جتنی اہل اسلام نے اپنے افعال اور اخلاق کے ذریعہ اسلام کی شکل بگاڑ کر رکھ دی ہے.

لہذا جس مسلمان کے لیے اللہ نے ایك یا ایك سے زائد بیویاں میسر کی ہیں اسے اللہ سبحانہ و تعالی کا شکر کرن اور اللہ کی تعریف بجا لانی چاہیے، اور اسے چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں اور ان کی اولاد کی دیکھ بھال کرے اور ان کا خیال

رکھے اور ان کی طرف توجہ دے، تا کہ اولاد کی حقیقی طور پر اسلامی تعلیم و تربیت کر سکے.

یہ نہیں کہ وہ اپنی بیویوں اور اولاد کو تعلیم و تربیت کے بغیر چھوڑ کر اس نعمت کی ناشکری کرتا پھرے، اور زائل ہونے والی لذت کی تلاش میں رہے نہ تو خاندان بنائے اور نہ ہی سعادت و خوشخبتی حاصل کرے، چہ جائیکہ وہ اپنے آپ اور اپنی بیویوں اور اولاد پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دے.

شرعی طور پر شادی کرنے میں کوئی مانع نہیں، اور پھر شریعت نے مرد کے لیے چار عورتوں سے شادی کرنا مباح کیا ہے، لیکن اسے یہ علم ہونا چاہیے کہ شریعت اسلامیہ نے اسے ترغیب دلائی ہے کہ وہ کسی دین والی عورت سے شادی کرے کیونکہ وہ اس کی عزت ہوگی اور اس کی اولاد کی ماں بنےگی اور اس عورت نے اس کے گھر اور مال کی حفاظت اور بچوں کی تربیت کرنی ہے.

اس لیے کسی بھی مسلمان شخص کے شایان شان اور لائق نہیں کہ وہ نکاح کے مقاصد اور حکمت اور احکام کو بھول جائے، اور اپنی شہوت کے پیچھے پڑ کر یہاں اور وہاں شہوت پوری کرتا پھرے، اور پھر مصیبت تو یہ ہے کہ وہ اپنے اس عمل کو اسلام کی طرف منسوب کرتا پھرے!!

اس خاوند کو جھوٹ جیسے فعل کے اثرات کو مدنظر رکھنا چاہیے اور سوچے کے اس کے جھوٹ بولنے اور بیویوں کو ان کے حقوق نہ دینے کے کیا اثرات مرتب ہونگے، اور اگر وہ بیویوں کے درمیان عدل و انصاف نہیں کرتا تو پھر کیا نتیجہ نکلےگا، پھر وہ خود اپنے آپ میں یہ بھی دیکھے کہ جس عورت کو وہ طلاق کی نیت سے شادی کے لیے اختیار کر رہا ہے وہ کیسی ہے.

اور اگر اس کا اختیار اچھا ہے تو پھر اسے یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کا اس عورت اور اس کے خاندان والوں پر کیا اثر ہوگا، اور پھر اسے یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ ایک مسلمان شخص ہے اور وہ دین اسلام کے احکام اور اخلاق کا سفیر ہے اور خاص کر جب معاملہ اس کی شکل و صورت اور ظاہری استقامت کے ساتھ خاص ہو، تو پھر اس صورت میں اس جیسے لوگوں پر عدم اعتماد اٹھنے کا باعث بنےگا، اور اگر حقوق ادا نہیں کرتا تو یہ اور بھی خطرناک بات ہے.

طلاق کی نیت سے شادی کے برے اثرات اور نتائج ہم تك پہنچے ہیں، جس سے ایک مسلمان شخص یہ یقین کر لیتا ہے کہ اگر اسے مباح قرار دینے والے علماء کرام کو بھی ان کچھ برے نتائج کی خبر ہو جائے تو ان پر لازم ہو جائے کہ وہ بھی اس سے منع کرنے لگیں، یا پھر کم از کم اس کو مباح قرار دینے سے ہی باز آ جائیں.

ان عورتوں نے جب ظاہری طور پر استقامت ظاہر کرنے والوں سے شادی کی تو انہیں اپنی عزت و شرف میں تہمت کا سامنا کرنا پڑا، اور جب اس شخص نے اس عورت کے کسی ہوٹل میں اس سے اپنی خواہش پوری کر لی تو اسے باقی

مانندہ رقم یا کچھ مال دیا اور ٹیکسی پر سوار ہو کر طلاق دے کر چلتا بنا!

ان عورتوں کے کچھ خاندان والوں نے اس ظاہری استقامت والے شخص پر بھروسہ کیا اور بغیر کسی رسمی عقد کے اپنی بیٹی اس کے سپرد کر دی کہ وہ اتھارٹی لیٹر کے لیے ذریعہ اپنے ملك میں عقد کر لےگا، یا پھر اپنے ملك سے اجازت نامہ لانے کے بعد عقد کر لےگا!

لیکن پھر وہ اپنی شہوت پوری کر کے اس عورت کا کنوارا پن ختم کر کے اس کے گھر والوں کے سپرد کرتا ہوا اپنے ملك روانہ ہو جاتا ہے، حالانکہ اس نے تو کنواری لی تھی! عقل و دانش رکھنے والو ذرا یہ تو غور کریں کہ اس عورت کے گھر والوں کا اپنے پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے سامنے کیا موقف ہوگا؟

اور وہ انہیں کیا جواب دیں گے ؟ کیا عزت ایك کرائے کی گاڑی بن چکی ہے کہ مدت ختم ہونے کے بعد واپس کر دی جائے؟!

کیا ان لوگوں کو یہ ڈر اور خوف نہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی انہیں اس کی سزا ان کی بیٹیوں اور بہنوں میں دےگا؟!

ان میں سے کچھ عورتوں کو جب یہ علم ہوا ہے کہ اس خاوند کے ساتھ ان کی (مدت) ختم ہو چکی ہے، تو انہوں نے اس سے رابطہ کر کے کہا کہ وہ اسے طلاق مت دے، بلکہ اپنے ساتھ اپنے ملك لے جائے ۔ جیسا کہ اس نے اسے باور کرایا تھا ۔ چاہے وہ اسے اپنی بیوی بچوں کی خادمہ ہی رکھ لے! کیونکہ اگر وہ اپنے گھر جاتی ہے تو اسے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی جانب سے بری باتیں سننی پڑینگی، اور ہو سکتا ہے اسے قتل ہی کر دیا جائے!!

لیکن یہ ظاہری طور پر استقامت اختیار کرنے والا شخص ان سب باتوں سے انکار کر دیتا ہے اور اس کے وسیلے اور رونے اور منتیں کرنے کو بھی نہیں سنتا.

اور ایك دوسری عورت کی (مدت) ختم ہوگئی اور اسے اس کے خاوند نے طلاق دے دی اور اس عورت کے بھائی کو ٹیلی فون کیا کہ وہ اپنی بہن کو آ کر لے جائے! لیکن اس عورت کے سامنے اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ رہا کہ وہ اپنی عزت و کرامت کو محفوظ کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے دعوی کرے کہ اس کا خاوند ایکسیڈنٹ میں فوت ہوگیا ہے، تا کہ وہ بری باتوں سے بچ جائے.

اللہ سبحانہ و تعالی ہی مدد کرنے والا ہے، اور اسی بھی بھروسہ ہے.

واللہ اعلم .